وہ جو فرزند محمد کے پڑے تھے بے سر	ایک کی لاش زمین کھود نہ وان گڑادی
تا چہل روز بستر تن نہ بچا اُس بٹھانو	یون پڑے تھے کہ کہی دھوپ تھی اُنپر کہی چھانو
اے اسطرح کیا قتل نبی کا وہ گانو	شہر اسلام مین تھی جس کے سبب آبادی
خ نے تخم ستم واسطے اُن کے بویا	رہا اس تخم کے پھل کھانے کو ان کا جو یا
تیغ کیواسطے تھا روز ازل سے گویا	گردن آل محمد پہ خط آزادی
تو تجھے یہ یقین ذات خدا کو حاضر	نہ کیا پاس علی کا نہ نبی کی خاطر
بن سے منھ موڑ کے دریا مین لہو کے آخر	کشتی آل نبی شامیون نے بٹھلا دی
وٹ کر لیچلے جب اہل حرم کو ہیہات	اُس مصیبت کی کہان تاب جو کہہ سکتی بات
جو سوار اشترونکی پشت پہ تھین مستورات	مان بتول اُنین کسو کی تھی کسو کی دادی
تنہ لیجانیکا آگے نہ گئے یہ ناکام	ہے یہ ڈر سوئے ادب پر نہو اسکا انجام
اہل بیت نبوی شقیون نے پہونچا کر شام	جاکے دی اپنے خلیفہ کو مبارکبادی
ذ وہ آل نبی سے کیا شیطانون نے	نہ جسے آنکھون ہی دیکھا نہ سنا کانون نے
جنہ کفار کے نزدیک مسلمانون نے	کردیا خانۂ دین بیت ہو جون ایرادی
بس خوشی از رہ انصاف کر اب اسکو غور	اشقیا جب کرین مولاے دو عالم پر جور
ان دونون تجھ سے موالی رکھین صحبت کسطور	دلین کسطرح محبون کے ہو جائے شادی
تہ بان غم نے خوشی کو جو کیا بحث مین بند	کھائی آنکلی محرم مین خوشی نے سوگند
ے عالم کے اڑی یون کہ جون آتش سے سپند	ظالمون پر گئی نزدیک خدا فریادی

مرثیۂ دیگر

گیا گودی مین جب مرجھائے اصغر	لگی بانو یہ کہنے ہائے اصغر
فلک ایسا ستم دکھلائے اصغر	جیون مین اور تو مرجائے اصغر
نہ تھی امید تو یہ دن دکھاوے	شب و روز اپنے ماتم مین بٹھاوے
اکیلا یون مجھے تو چھوڑ جاوے	یہان اب کس سے دل بہلائے اصغر
مری گودی سے کیونکر اُٹھ گیا تو	نہ پاؤن سے کبھی ہرگز چلا تو
مین حیران ہون یہ کیا جادو کیا تو	تجھے اب کون مجھ تک لائے اصغر

جو کوئی تجکو اب مجھ پاس لادے — وہ باندی کر مجھے اپنی بٹھا دے
تری مان ہر دم اسکے صدقے جاوے — سبب جسکے سے تجکو پائے اصغر

تجھے جب پیار سے تک مین بلاتی — تھپک کر گود مین اپنی سلاتی
جو روتا تو پنگھوڑے مین جھلاتی — یہ دکھیا اب کسے بہلائے اصغر

تری آنکھون کا تو نور بصر تھا — اور اپنے باپ کا لخت جگر تھا
تجھی سے لے بچے روشن یہ گھر تھا — تو کیون جاتا ہے روٹھا وائے اصغر

سکینہ پوچھتی یون مجھ سے آئی — اسے معتاد کیون زیادہ کھلائی
جگائے سے نہین اٹھتا جو بھائی — اسے مان کسطرح بہلائے اصغر

بہن کب تک ترے بن دکھ بھرے گی — جو تو ہی نہین تو کیا جی کر کرے گی
نہ بھائی ساتھ ہی تیرے مرے گی — گئی ہے یہ بہت گھبرائے اصغر

وہ قوم بے حیا دور از جمیعت — ستم ہی کی اگر رکھتی تھی نیت
نہین اے کاشکے دیتی اذیت — روا رکھتی نہ وہ ایذائے اصغر

چھٹ اسکے کیا تھی اس بچے کی تقصیر — کہ رو رو کر طلب کرتا تھا یہ شیر
بھلا اسیر اسے یون مارئیے تیر — کہ منھ کو کھول کر رہجائے اصغر

چھدا اکر تیر سے پیاسا گلا تو — مجھے دکھیا کر اس جگ سے چلا تو
بلا لون بول تو منھ سے بھلا تو — تری مان ڈھکنت تری جلائے اصغر

لیے گودی مین اس کو شہربانو — کبھی بیٹھے تھی سرا در گاہ زانو
کہے تھی ہائے یارب مین نہ مانو — نہ جبتک تو مجھے بلوائے اصغر

جہان اک بوند پانی کی نہووے — کرے کیا گر تری مان دان نہ رووے
ترے کرتے کا لوہو کیونکر دھووے — تجھے کس چیز سے نہلائے اصغر

نہ یان کپڑے کا ٹکڑا اسنے کفن ہے — نہ کوئی ساتھ اپنے گورکن ہے
اٹھا نیکا ترے کہ کیا جتن ہے — کوئی کیونکر تجھے گڑوائے اصغر

جو روٹھا ہو تو مین تجھکو مناؤن — اگر جاتا رہا ہو ڈھونڈھ لاؤن
یہ غم مین کسطرح دل سے بھلاؤن — تجھے جب اس طرح موت آئے اصغر

مین کیا کہکر تجھے نیچے پکارون — جو بولے تو تو جی تجھ اپنا وارون

کدھر جا کر مین اپنا پیٹ مارون
بچے مین کاش کے جا یا نہ ہوتا
کہا تنگ مان ترا غم کھائے اصغر
مرا بیٹا تو کھلایا نہ ہوتا

تو یہ دکھ تو نے یہان پایا نہ ہوتا
کہ تو پیاسا جہان سے جائے اصغر
کے یہتی مین تو اب آویگا سیراب
پلایا کسطرح کا اسکو مین آب

کوئی دم اس بچے کو ہویگی تاب
ہوا یہ جس سے اسے بابائے اصغر
وہ دن جسدن سے خطرہ مین جہان ہی
یا اُسدن آرزو سے مہربان ہے

زبان پر سب کی حرف الامان ہی
کہ اس عاصی کو تو بخشائے اصغر

مرثیہ حضرت

مقبول حق ہی جسکو کچھ غم حسین کا ہے
جن و بشر مین شیون باہم حسین کا ہے
لازم جہان مین ماتم ہر دم حسین کا ہے
یہ غم حسین کا ہے ماتم حسین کا ہے

یہ غم ہی تا قیامت ہر دم ہوئے ہے برپا
آواز صور جیسے ہر ایک کا ہے نعرا
ہی عنقریب ہو وین افلاک جاسے بیجا
شیون ز شور محشر کیا کم حسین کا ہے

پوچھے جو کوئی مجھسے کیا دون جواب اسکو
ہی جو بشر جہا نمین ملتا ہے آب اُس کو
کب اس ستم کی آوے سننے کی تاب اوسکو
خنجر سے حلق پیاسا تو ام حسین کا ہے

پانی سے اے عزیزو سب کی ہی زندگانی
دیویگا کون اسکو وان بھر کے جام پانی
یو بنجانہ جسکو ان نے مرگ اپنے جی مین ٹھانی
جسکو مین سوچتا ہون سو جسم حسین کا ہے

جب خویش و اقربا تو اسکے گئے ہین مارے
سیراب جس جگہ ہین وحش و طیر سارے
پانی لے آنکھو وہ کس کے تئین پکارے
ہونٹون پہ تشنگی سے وان دم حسین کا ہے

جب یار و یاور اسکے مارے پڑے ہین رنگین
اندیشہ ٹک کرو تو یارو کہ جو کس من مین
کوئی نہین ہی اسکا اب بیکسی کے بجُز
غربت سوا کوئی بھی ہمدم حسین کا ہے

جان بر لب آرہا ہے دل زندگی سے مایوس
کوئی نہ پاس اُسکے تھا وہ جنھون سے مایوس
اندیشہ آبرو کا اور فکر پاس ناموس
مین کیا کہون کہ یہ کچھ عالم حسین کا ہے

نے دوست پاس اسکے کوئی نہ آشنا ہی
ہمراہ نہین ہی اُس سے کوئی مگر خدا ہی
ڈالے نہ دشمن او پر ایسی فلک تباہی
اس حال مین مجھو محرم حسین کا ہے